حجۃ الوداع

مولوی محمد باقر مرحوم

۱۰ ہجری میں پیغمبرؐ خدا نے حج کا قصد و ارادہ فرمایا، مسلمانوں کو بھی پیغمبرؐ نے اپنے اس ارادے کی اطلاع دی، جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی وہاں بھی یہ خبر پہنچی، ہر دل میں جذبہ پیدا ہوا کہ پیغمبرؐ کے ساتھ اس فریضہ حج میں شرکت کی جائے۔ مدینہ میں چار جانب سے مسلمان اُمنڈ کر آگئے اور مسلمانوں کی کثرت سے مدینہ چھلکنے لگا۔ پیغمبرؐ خدا مسلمانوں کی کثیر جمعیت کے ساتھ پنجشنبہ یا ہفتہ کے روز عازم سفر ہوئے۔ سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ آپ کے ہمراہ ۴۰ ہزار مسلمانوں کی تعداد تھی۔ بعض روایتوں میں ستر بعض میں نوے ہزار کی تعداد مذکور ہے۔ بعض میں ایک لاکھ چودہ ہزار بعض میں ایک لاکھ بیس ہزار بعض روایات سے اس سے بھی زیادہ تعداد معلوم ہوتی ہے۔ یہ تعداد تو صرف ان مسلمانوں کی تھی جو مدینہ سے آپ کے ہمراہ چلے تھے۔ مکہ اور یمن کے ہزاروں مسلمان جو مکہ میں آپ کے ساتھ ہوگئے تھے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ان تمام روایات کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ مدینہ اور اس کے آس پاس کے مقامات سے جو مسلمان، پیغمبرؐ کے ساتھ ہوگئے تھے وہ چالیس ہزار تھے اور جب مدینہ سے قریبی فاصلہ کے شہروں کے مسلمان بھی آ کر مل گئے تو ستر یا نوے ہزار کی تعداد تھی اور مکہ پہنچنے پر تمام اطراف عرب سے آئے ہوئے مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اس سفر میں امہات المومنین بھی ہمرکاب تھیں اور معصومۂ عالم بھی۔ امیرالمومنینؑ یمن میں تشریف فرما تھے۔ پیغمبرؐ نے خط لکھ کر تاکید کی کہ حج میں ہمارے ساتھ آ کر شریک ہوں مگر پیغمبرؐ نے نوعیت حج نہیں تحریر فرمائی جس کا ارادہ کرکے آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پیغمبرؐ نے اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لے لیے تھے۔ مقام ذی الحلیفہ پر پہنچ کر آپ نے اور آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں نے احرام حج باندھے۔ ادھر یمن سے امیرالمومنین اپنے رسالہ کو لے کر مکہ کی طرف بڑھے اور آپ کے ساتھ وہ تمام حُلّے بھی تھے جو نصارائے نجران سے بطور خراج وصول ہوئے تھے۔ امیرالمومنینؑ رسالہ پر کسی کو نگراں مقرر کرکے خود آگے بڑھ گئے اور جا کر خدمت پیغمبرؐ میں باریاب ہوئے۔ یمن میں

جو واقعات پیش آئے تھے پیغمبرؐ سے ان کی تفصیل بیان کی اور ان تمام پارچہ جات کی بھی جو نجران سے وصول ہوئے تھے۔ علیؑ کو دیکھ کر پیغمبرؐ کی مسرت کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پیغمبرؐ نے امیرالمومنینؑ سے پوچھا اے علیؑ تم نے کس نیت کا احرام باندھا ہے؟ علیؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے خط میں حج کی نوعیت کی صراحت نہیں فرمائی اور نہ مجھے کسی اور ذریعہ سے معلوم ہوسکا میں نے تو وہی نیت کر لی تھی جو آپ کی ہوگی، میں نے نیت کی تھی اللھم اھلالا کاھلال نبیک خدایا تیرے پیغمبرؐ نے جس نیت کا احرام باندھا ہے وہی میرا بھی احرام ہے اور میں اپنے ساتھ ۳۴ اونٹ قربانی کے لیے لایا ہوں۔ پیغمبرؐ نے تکبیر کہی اور فرمایا کہ میں اپنے ساتھ ۶۶ اونٹ لایا ہوں۔ پیغمبر نے کہا: ”تم میرے حج اور عبادات حج اور قربانی میں برابر کے شریک ہو تم احرام باندھے رہو“[۱] اپنے رسالہ کی طرف واپس جاؤ اور انہیں ساتھ لے کر جلد مکہ میں مجھ سے آملو۔

امیرالمومنینؑ پیغمبرؐ سے رخصت ہوکر اپنے رسالہ کی طرف روانہ ہوئے، رسالہ والے قریب آگئے تھے آپ نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ لوگوں نے وہ حُلّے زیب تن کر رکھے ہیں جو نصارائے نجران سے خراج میں وصول ہوئے تھے آپ کو یہ حرکت بہت ناگوار معلوم ہوئی، جس کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے اس سے باز پُرس کی کہ پیغمبرؐ کی خدمت میں بغیر پہنچائے اور آپ کے ملاحظہ سے گزرے بغیر لشکر والوں کو تم نے یہ حُلّے کیوں دے دیئے، میں نے کب تمہیں اس کی اجازت دی تھی۔ اس شخص نے عذر کیا کہ رسالہ والوں نے درخواست کی کہ پاک و صاف کپڑے ہیں اس وقت عاریۃً پہن لیں اور اسی میں احرام باندھیں پھر واپس کر دیں گے۔ آپ نے تمام لوگوں سے حُلّے واپس لے لیے۔ امیرالمومنینؑ کی یہ سختی لوگوں کو بہت ناگوار گذری جب رسالہ والے مکہ پہنچے تو کئی افراد نے پیغمبرؐ کی خدمت میں علیؑ کی شکایت کی۔ آں حضرتؐ نے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ علیؑ کے متعلق لب کشائی مناسب نہیں کہ وہ خدا کے بارے میں بہت سخت ہیں، دینی معاملات میں انہیں فریب نہیں دیا جاسکتا۔

ابوسعید خدری صحابی پیغمبرؐ کی مشہور روایت ہے:

اشتکی الناس علیھا فقام رسول اللہ فینا خطبنا فسمعتہ یقول ایھا الناس۔

لوگوں نے پیغمبرؐ کی خدمت میں علیؑ کی شکایت کی اس پر پیغمبرؐ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے ۔ میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا۔

۱۔ صحیح بخاری، پارہ ۶، ۱۰، ۱۷، ۲۹، ۵۹، ص ۴۲۷

تشکوا علیھا فواللہ انہٗ لاخیشن فی ذات اللہ او سبیل اللہ[1]

کہ ''علیؑ کی شکایت نہ کرو کہ وہ خدا کے بارے میں یا راہِ خدا میں بہت کھرے ہیں''۔

پیغمبرؐ کی ہدایت کے مطابق امیرالمومنینؑ حالت احرام پر باقی رہے، پیغمبرؐ نے فریضۂ حج ادا کیا، قربانی کے کچھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے باقی کے متعلق حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم نحر کرو۔ جب فریضۂ حج سے فراغت ہوگئی تو پیغمبرؐ مدینہ واپس ہوئے۔ مسلمانوں کی پوری جمعیت آپ کے ہمرکاب تھی۔ ۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیرخم پر پہنچے جو جحفہ سے قریب واقع ہے۔ یہ کوئی ٹھہرنے کی جگہ نہ تھی مگر آیت نے نازل ہوکر پیغمبرؐ کو منزل کرنے پر مجبور کردیا پیغمبرؐ کی جانشینی ونیابت کے مسئلہ کو قدرت نے نبوتؐ کے آغاز ہی میں صاف کردیا تھا جس دن پیغمبرؐ نے قریش کے اکابر کو اپنی رسالت کی طرف دعوت دی تھی اسی دن آپ نے علیؑ کے متعلق صاف صاف لفظوں میں اعلان کردیا تھا کہ یہی میرے وصی ہیں، وزیر ہیں، میرے وارث ہیں اور میرے بعد میرے جانشین ہیں۔ یہ ۳ھ بعثت کا واقعہ تھا جس کے بعد دس برس پیغمبرؐ مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں رہتے ہوگئے تھے۔ ۲۰ برس کے عرصہ میں موقع موقع سے آپ امت کے سامنے اس کی وضاحت کرتے رہے، اپنے افعال و اقوال سے مسلمانوں کے ذہن نشین کراتے رہے کہ ہمارے بعد ہدایت کی توقعات تم علیؑ ہی سے وابستہ کرنا اور جس طرح مجھے دینی و دنیوی امیر و حاکم سمجھتے رہے، میرے بعد علیؑ کو سمجھنا، پیغمبرؐ کی بعثت سے رحلت تک کے حالات تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں۔ اعلان نبوت کے بعد ہر موقع و ہر محل پر پیغمبرؐ کا جو امتیازی وخصوصی سلوک علیؑ سے رہا اور اٹھتے بیٹھتے جو کلمات آپ نے علیؑ کے متعلق فرمائے ان کی اہمیت سے آشنا شخص آسانی سے نتائج اخذ کرسکتا ہے۔ اب یہ پیغمبرؐ کی زندگی کے آخری دن تھے آپ کو اندازہ ہوچکا تھا کہ اس دنیا میں مجھے زیادہ دن رہنا نہیں، قدرت کا یہی منشا تھا کہ عرب کا چپہ چپہ توحید کے نعروں سے گونج رہا ہے مسلمانوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے مختلف ممالک اور متفرق شہروں میں مسلمان روز افزوں ترقی پر ہیں ۔ممکن ہے بہت سے ایسے ہوں جنہیں پیغمبرؐ کے ارشادات اور ان کی نیابت کے متعلق نہ معلوم ہوئے ہوں ضرورت ہے کہ آخری مرتبہ مجمع عام میں نیابت پیغمبرؐ کا معاملہ اور واضح کردیا جائے پیغمبرؐ پر وحی پہلے ہی نازل ہوچکی تھی مگر آپ منتظر تھے کہ ایسا مناسب موقع آجائے جس میں لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ نہ ہو مگر اس حکیم وعلیم کے نزدیک غدیرخم سے بہتر کوئی

۱- مسند، ج ... ، ص ۸۶

موقع نہ تھا ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کی جمعیت مکہ سے پیغمبرؐ کے ہمراہ تھی اسی جگہ سے راستے بٹتے تھے مختلف شہروں کے مسلمانوں کو یہیں سے جدا ہونا تھا، امین وحی آیت لے کر نازل ہوئے یا ایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ و اللہ یعصمک من الناس اے رسولؐ پہنچادو اس چیز کو جوتم پر نازل کی گئی ہے اور اگر تم نے نہیں پہنچایا تو گویا تم نے کارِ رسالت ہی انجام نہیں دیا، ڈرو نہیں تم کو خدا لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ آپ مرکب سے اتر پڑے، آپ کے ساتھ پورا مجمع اتر پڑا جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ آ پہنچے اور جو لوگ آگے بڑھ چکے تھے وہ واپس بلا لیے گئے۔ دوپہر کا وقت گرمی کی شدت عرب کا بیابان تپتی زمین جہاں ببول کے درختوں کے علاوہ کسی درخت کا سایہ بھی نہیں اسی جگہ پیغمبرؐ نے نماز جماعت پڑھائی پھر منبر پر جو اونٹ کے کجاووں سے تیار کرایا گیا تھا آپ تشریف لے گئے مجمع میں بے چینی ہے، اضطراب کی کیفیت سب پر طاری ہے، سبب کھلتا نہیں کہ آخر یہ بے منزل کی منزل کیسی یہ اتنی تیاری کس مقصد کے لئے سب کی آنکھیں رسولؐ کے چہرے پر جمی تھیں، سب کے کان آپ کی آواز پر لگے تھے۔حضرت رسالت مآبؐ اس منبر پر تشریف لے گئے علیؑ کو بھی اپنے دائیں پہلو برابر کھڑا کرلیا، بعد حمدوثناء الٰہی ارشاد فرمایا یا ایھا الناس یوشک ان ادعی فاجیب و انی مسئول و انکم مسئولون فما انتم قائلون قالوا اشھد انک قد بلغت وجاھدت و نصحت جزاک اللہ خیرا اے لوگوں قریب ہے کہ مجھے بلایا جائے اور مجھے جانا پڑے مجھ سے بھی سوال ہوگا اور تم سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم بتاؤ تم لوگ کیا کہنے والے ہو سارے مجمع نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پوری تبلیغ کی۔ہمیں راہِ راست پر لانے کے لئے بے حد جد و جہد کی، ہماری خیر خواہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی آپ کو خداوند عالم جزائے خیر دے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ الیس تشھدون ان لاالہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و ان جنتہ حق و ان نارہ حق و ان الموت حق و ان البعث من فی القبور قالوا بلی نشھد بذالک قال اللھم اشھد کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ بس معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جنت حق ہے، جہنم حق ہے، موت کے بعد پھر زندہ ہونا حق ہے اور قیامت آکر رہے گی کوئی شک وشبہ اس کے آنے میں نہیں اور یہ کہ خداوند عالم تمام قبروں سے مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا۔ مجمع نے کہا ہاں ہم اس کی گواہی دیتے ہیں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا خداوندتو بھی گواہ رہنا پھر آپ نے فرمایا۔ انی

تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من اکبر الاخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ''دیکھو میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جن میں ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہل بیتؑ۔ اب دیکھنا ہے کہ تم ان دونوں سے کیا طرز عمل اختیار کرتے ہو۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔ ثم قالوا ایھاالناس ان اللہ مولائی وانا مولاہ فھذا مولاہ [یعنی علیا] اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ و نصر من نصرہ و اخذل من خذلہ و ادد الحق معہ حیث کان پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! خداوند عالم میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں اور میں ان کی جانوں پر ان سے زیادہ قدرت و اختیار رکھتا ہوں تو یاد رکھنا کہ جس جس کا میں مولا و آقا ہوں یہ یعنی علیؑ بھی اس کے مولا وآقا ہیں۔ خداوندا تو دوست رکھ اسے جو انہیں دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو انہیں دشمن رکھے اور جو اس کی مدد کرے اس کی تو مدد کر اور جو اسے چھوڑ دے تو بھی اسے چھوڑ دے اور حق کو ادھر گردش دے جدھر علیؑ ہوں۔ تین مرتبہ کہہ کر ارشاد کیا کہ تم حاضرین کو چاہیے کہ غائبین تک اس خبر کو پہنچاؤ۔ اس کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت امیرالمومنینؑ کو حکم دیا کہ تم خیمے میں بیٹھو اور مسلمانوں کو ہدایت کی ایک ایک جماعت علی کی خدمت میں آئے اور امیرالمومنینؑ کہہ کر سلام کرے چنانچہ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی پھر آپ نے امہات المومنین اور دیگر خواتین کو جو حج میں ہمراہ تھیں حکم دیا کہ وہ بھی علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوں اور امیرالمومنینؑ کہہ کر سلام کریں۔ حضرت ابوبکر وعمر نے بھی اس موقع پر بہت جی کھول کر مبارک باد دی اور اپنی مسرت کا اظہار کیا۔ حضرت عمر کا یہ فقرہ کافی شہرت رکھتا ہے جو انہوں نے تہنیت کے طور پر امیرالمومنینؑ سے کہا تھے۔ بخ بخ لک یا علی اصبحت مولٰی و مولی کل مومن و مومنۃ مبارک ہو آپ کو یا علیؑ کہ آج سے آپ میرے بھی مولا وآقا ہوگئے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوگئے۔[1]

اسی موقع پر امین وحی مژدہ خداوندی لے کر پہنچے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔[2] آج کے دن ہم نے تمہارے لیے دین کو کامل کیا اور تم پر

۱- مسند امام احمد، ج ۴، ص ۲۸۱؛ تاریخ حبیب السیر، جلد اول، جزو سیوم، ص ۷۷؛ معارج النبوۃ، رکن چہارم، باب سیزدہم، ص ۲۲۰ کنزالاعمال، ج ۸، ص ۶۰ حدیث ۱۲۰۹؛ ریاض نضرہ، ج ۲، ص ۲۱۷؛ مسند ابوداؤد وطیالسی وغیرہ

۲- سورہ مائدہ، آیہ ۳

اپنی نعمتیں تمام کیں اور دین اسلام کو تمہارا دین بنانا پسند کیا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اللہ اکبر دین کے کامل اور نعمت کے تمام ہونے پر اور میری رسالتؐ اور علیؑ کی ولایت سے خدا کے خوشنود ہونے پر۔ ۱

حسان بن ثابت شاعر اسلام نے اپنا مدحیہ قصیدہ پیش کیا جس کے چند اشعار یہ ہیں:

ینادیهم یوم الغدیر نبیهم	نجم و السمع بالرسول صنادیا
یقول فمن مولاکم و ولیکم	فقالوا ولم یبد و اهناک التعامیا
الهک مولانا و انت ولینا	و لم ترمنا فی الولایة عاصیا
فقال لهٔ قم یا علی فاننی	رضیتک من بعدی اماما و هادیا
فمن کنت مولاه فهذا ولیه	فکونوا الهٔ انصار صدق موالیا
فناک دعا اللهم وآل ولیه	و کن للذی عادا علیا معادیا

''بروز غدیر ان کے نبی مقام غدیر خم پر اعلان فرماتے ہیں پیغمبرؐ کو اعلان کرتے سنو۔ آپ فرما رہے ہیں کہ کون تمہارا مولا و آقا ہے لوگوں نے بہ یک زبان کہا اور جواب میں درنگ نہ کی کہ اے رسولؐ آپ کا معبود ہمارا مولا ہے اور آپ ہمارے آقا ہیں اور اپنی حکومت میں آپ ہمیں نافرمان نہ پائیں گے۔ اس پر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا اے علیؑ اٹھو میری مرضی ہے کہ تم میرے بعد امام اور ہادی ہو۔ تو اے لوگو جس جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ اس کے مولا ہیں تم انہیں کے سچے مددگار اور اطاعت گذار بن جاؤ۔ اسی موقع پر پیغمبرؐ نے یہ دعا فرمائی کہ خداوند جو ان کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ اور جو انہیں دشمن رکھے تو اس کا دشمن ہو۔''

ان اشعار کے سننے کے بعد پیغمبرؐ نے حسان کو دعا دی تھی لاتزال یا حسان مویدا بروح القدس مانصرتنا بلسانک حسان روح القدس اے حسان! ہمیشہ تمہاری مدد ہوتی رہے گی جب تک تم اپنی زبان سے ہماری نصرت کرتے رہو گے۔ یہ شرط پیغمبرؐ نے اس لیے لگا دی تھی کہ آپ کو حسان کا انجام معلوم تھا یہ بعد میں حضرت امیرالمومنین کے مخالفین کے ہمنوا ہوگئے تھے اگر مستقبل ان کا تاریک نہ ہوتا تو پیغمبرؐ بغیر کسی شرط کے دعا دیتے۔

اس مہتم بالشان فرض سے بخیروخوبی فارغ ہوکر پیغمبرؐ مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے ۔ علیؑ کی جانشینی کی خبریں تمام اطراف وقبائل عرب میں مشہور ہوچکی تھیں حج میں شریک ہونے والے مسلمانوں

۱۔ درمنثور، سیوطی، ج ۲، ص ۲۵۹؛ تاریخ حبیب السیر وغیرہ

نے اپنے اپنے شہروں میں پہنچ کر دوسرے مسلمانوں کو یہ خبریں پہنچائیں تھوڑے ہی دنوں میں اسلامی آبادیوں کے اندر یہ خبر اچھی طرح پھیل گئی اور ایک ایک شخص کو معلوم ہوگیا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور بعد پیغمبرؐ مرکز حکومت اسلامیہ وہی ہوں گے۔ سچ تو یہ ہے مسلمانوں کو جہاں انتہائی مسرت تھی وہاں منافقین کے لیے یہ خبر صدمۂ جانکاہ ثابت ہوئی بہتوں نے ظاہرداری میں مصلحت سمجھی اور اپنے منصوبوں کو وقت پر اٹھا رکھا۔ بعضوں کی طرف سے سخت ردعمل کا اظہار ہوا چنانچہ پیغمبرؐ کے مدینہ پہنچنے پر حارث بن نعمان فہری ناقہ پر سوار ہوکر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ناقہ کو بٹھا کر اترا اور کہا یا محمدؐ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیں، ہم نے آپ کے حکم کو مانا۔ آپ نے حکم دیا کہ پانچ وقت نماز پڑھیں ہم نے اسے بھی قبول کیا، آپ نے حکم دیا کہ ہم زکوۃ دیں ہم نے یہ بھی منظور کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ رمضان المبارک میں روزے رکھیں، ہم نے اس حکم کی بھی تعمیل کی آپ نے حکم دیا کہ ہم حج کریں ہم نے حج بھی کیا۔ ہم نے اتنی باتیں آپ کی مانیں اور آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور آپ نے یہ کیا کہ اپنے چچا زاد بھائی علیؑ کی آستین پکڑ کر ان کو کھڑا کیا اُن کو ہم لوگوں پر فضیلت دی اور اُن کے متعلق فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں، یہ بات آپ کی جانب سے تھی یا خدا کی جانب سے۔ آں حضرتؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ خدا کی جانب سے تھا اور اسی کے حکم سے میں نے ایسا کیا۔ یہ سن کر حارث پلٹا اور اپنی سواری کی طرف یہ کہتا ہوا بڑھا کہ پروردگار محمدؐ جو کچھ کہہ رہے ہیں اگر سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا دردناک عذاب ہم پر بھیج۔ وہ ابھی مرکب تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ خداوند عالم نے اسے اپنے عذاب میں مبتلا کردیا ایک پتھر آسمان سے اس کی کھوپڑی پر گرا جو اس کے سر کو توڑتا ہوا اسفل سے نکل گیا اور اس نے وہیں جان دے دی۔